عرب جمہوریہ مصر ۲۵ ربیع اول ۱۴۴۱ھ

وزارت اوقاف ۲۲ نومبر ۲۰۱۹ء

مصلحت عامہ کی حفاظت

اسلام نے ایک حقیقی ریاست کی بنیاد رکھ کر اس کی اصول وضوابط اور لوازمات بیان کئے، اس کی حفاظت اور دفاع کی ترغیب دی اور اس کی عمومی املاک کی حفاظت اور نگرانی کو ریاست کے تمام افراد کی مشترکہ ذمہ داری قرار دیا، ریاست کے افراد میں عمومی املاک کی حفاظت اور قدر وقیمت کے بارے میں جس قدر زیادہ شعور اجاگر ہو گا اسی قدر اس کی حفاظت کے لئے ان میں باہمی تعاون، رحم دلی اور اتحاد ویکجہتی کی فضا پروان چڑھے گی اور معاشرے کو ایک عمارت اور جسم کی حیثیت اور قوت وشعور حاصل ہو گا جس کی ترغیب دیتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے لئے بہ منزلہ عمارت ہے جس کی ایک اینٹ دوسری اینٹ کو مضبوط کرتی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلیوں میں انگلیاں ڈالیں" اور آپ نے فرمایا: "مسلمانوں کی آپس میں دوستی اور رحمت وشفقت کی مثال جسم کی مانند ہے، جب جسم کا کوئی عضو بیمار ہوتا ہے تو بخار اور بے خوابی میں سارا جسم اس کا شریک ہوتا ہے"۔

بیشک ریاست کی حفاظت کا سب سے اہم عنصر **تمام لوگوں کے نفع کا باعث بننے والی وسیع تر مصلحت عامہ کو مخصوص افراد کے لئے نفع کا باعث بننے والی محدود شخصی مصلحت پر مقدم رکھنا ہے** تاکہ انسانوں کو انانیت اور خود پسندی کے شر سے نجات دلائی جائے کیونکہ مصلحت عامہ ان تمام مادی اور معنوی چیزوں کو شامل ہوتی ہے جو سارے معاشرے کے لئے بقا کی ضامن ہوتی ہیں، لوگوں کے لئے نفع اور بہتری کا باعث بنتی ہیں، ان سے شر اور

فسادات کو دور کرتی ہیں اور وطن کی حفاظت، اس کے استحکام اور اس کی سرزمین کی سلامتی کا باعث بنتی ہیں اور یقینا امت اور معاشرے کی اصلاح ہی فقہ اولویات کا تقاضہ ہے۔

قرآن کریم نے اس بات کی تاکید کی ہے کہ **مصلحت عامہ کی حفاظت کرنا اور اسے مصالح شخصیہ پر مقدم رکھنا تمام انبیاء اور رسولوں کا طریقہ کار رہا ہے**، اللہ تعالی نے تمام انبیاء اور رسولوں کو بغیر کسی مادی معاوضہ اور دنیاوی منفعت کے اپنی اپنی قوم کی سعادت مندی اور بھلائی کے لئے مبعوث فرمایا، اللہ تعالی نے اپنے نبی نوح علیہ السلام کی زبانی فرمایا: {وَيَا قَوْمِ لاَ أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مَالاً إِنْ أَجْرِيَ إِلاَّ عَلَى اللّهِ وَمَا أَنَا بِطَارِدِ الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّهُم مُّلاَقُوا رَبِّهِمْ وَلَكِنِّي أَرَاكُمْ قَوْماً تَجْهَلُونَ} "اور میری قوم والو ! میں تم سے اس پر کوئی مال نہیں مانگتا۔ میرا ثواب تو صرف اللہ تعالی کے ہاں ہے نہ میں ایمان والوں کو اپنے پاس سے نکال سکتا ہوں، انہیں اپنے رب سے ملنا ہے لیکن میں دیکھتا ہوں کہ تم لوگ جہالت کر رہے ہو۔ اور اپنے نبی ہود علیہ السلام کی زبانی فرمایا: {يَا قَوْمِ لاَ أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْراً إِنْ أَجْرِيَ إِلاَّ عَلَى الَّذِي فَطَرَنِي أَفَلاَ تَعْقِلُونَ} "اے میری قوم! میں تم سے اس کی کوئی اجرت نہیں مانگتا، میرا اجر اس کے ذمے ہیں جس نے مجھے پیدا کیا ہے تو کیا پھر بھی تم عقل سے کام نہیں لیتے"۔ اور سیدنا شعیب علیہ السلام کی زبانی فرمایا: {إِنْ أُرِيدُ إِلاَّ الإِصْلاَحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِيقِي إِلاَّ بِاللّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ} "میرا ارادہ تو اپنی طاقت بھر اصلاح کرنے کا ہی ہے۔ میری توفیق اللہ ہی کی مدد سے ہے، اسی پر میرا بھروسہ ہے اور اسی کی طرف میں رجوع کرتا ہوں"۔

دین متین ایسی تعلیمات لے کر آیا ہے جو عقل کے موافق ہیں اور دین متین نے ایسے کاموں کی ترغیب دی جو تمام فرزندان وطن کے لئے مصلحت عامہ کا باعث بنیں۔ ہم ان تعلیمات میں سے چند چیزیں درج ذیل سطور میں بیان کرتے ہیں:

☆ **معاشرے کی ضروریات پوری کرنا اور موجودہ حالات کے تقاضوں کو پیش نظر رکھنا**، اگر معاشرے کو غریبوں کے علاج و معالجہ اور ان کی دیکھ بھال کے لئے ہسپتال تعمیر کرنے کی ضرورت ہے تو اسے اولویت حاصل ہو گی، اگر معاشرے کو اسکول، انسٹیٹیوٹ تعمیر کرنے، طالب علموں کے اخراجات اٹھانے اور ان کی دیکھ بھال کرنے کی ضرورت ہے تو اس کا شمار اولویات میں ہو گا، اور اگر معاشرے کو تنگ دست افراد کی شادیوں کے لئے وسائل مہیا کرنے، اور مقروضوں کا قرض ادا کرکے ان کی مشکلات حل کرنے کی اشد ضرورت ہے تو اسے اولویت حاصل ہو گی، لوگوں کی ضروریات پوری کرنا اور ان کو لوازمات زندگی مہیا کرنا ایک شرعی اور قومی فریضہ ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وہ شخص مجھ پر ایمان ہی نہیں لایا جو پیٹ بھر کر رات گزارے اور اس کے جانتے ہوئے اس کے پڑوس میں اس کا ہمسایہ بھوکا ہو"۔

☆ **ملکی خزانہ کی حفاظت کرنا**، اور یہ تمام شہریوں کی مشترکہ ذمہ داری ہے، ملکی خزانہ کی حرمت شخصی مال و دولت سے زیادہ ہے کیونکہ اس کے ساتھ بہت سے حقوق وابستہ ہیں اور سب افراد اس کے مالک ہیں، اسی لئے اسلام نے اسے ضائع کرنے یا چوری کرنے یا نقصان پہنچانے سے متنبہ کیا ہے، ارشاد باری ہے: {وَمَن يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ تُوَفَّى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لاَ يُظْلَمُونَ} "ہر خیانت کرنے والا خیانت کو لئے ہوئے قیامت کے دن حاضر ہو گا، پھر ہر شخص اپنے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا، اور وہ ظلم نہ کئے جائیں گے"۔ ملکی خزانہ چند افراد یا گروہوں کی ملکیت نہیں بلکہ یہ سب افراد کی ملکیت ہے، اور اس کے منتظمین امانت داری کے ساتھ اس کی حفاظت کرنے، اس کے ذرائع آمدنی اور مستحق افراد پر اس کو خرچ کرنے کے ذمہ دار ہیں، کسی شخص کے لئے اس پر دست درازی کرنا یا اس سے ناحق مال لینا جائز نہیں ہے کیونکہ یہ خیانت، ظلم اور لوگوں کے مال کو ناحق طریقے سے کھانا ہے۔

اسی طرح اسلام نے عبادت گاہیں، اسکول، ہسپتال، پارک وغیرہ جیسی عمومی املاک کی حفاظت کرنا کا بھی حکم دیا ہے کیونکہ یہ سب کی ملکیت ہیں اور سب کو ان کا نفع پہنچتا ہے اور اسلام نے کسی بھی صورت میں ان کو نقصان پہنچانے یا ضائع کرنے یا تباہ کرنے سے سختی سے منع کیا ہے، ارشاد باری ہے: {وَلاَ تُفْسِدُوا فِي الأَرْضِ بَعْدَ إِصْلاحِهَا} "زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد مت کرو"۔ تاکہ بعض لوگ یہ گمان نہ کریں کہ چونکہ ان املاک میں ان کا حق ہے اس لئے ان کے لئے جائز ہے کہ وہ جس طرح چاہیں، جیسے چاہیں ان املاک کا غلط استعمال کریں، یہ سوچ غلط ہے، ان عمومی املاک کی حفاظت کرنا اور ان کی تعمیر وترقی کے لئے کوشش کرنا ہم سب کی ذمہ داری ہے یہ کسی ایک زمانے میں کسی ایک فرد یا جماعت کی ملکیت نہیں ہیں بلکہ یہ ہم سب کی اور ہماری آئندہ نسلوں کی ملکیت ہیں۔

☆ **راستے کی حفاظت کرنا اور اس کے حقوق کو پیش نظر رکھنا**، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "راستوں میں بیٹھنے سے اجتناب کرو، صحابہ کرام نے عرض کی، اے اللہ کے رسول، ہمارے لئے راستوں میں بیٹھنے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے ہم راستے میں بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم راستے میں بیٹھنے کو نہیں چھوڑتے تو پھر راستے کا حق ادا کرو، صحابہ نے عرض کی، اے اللہ کے رسول، راستے کا حق کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نظر نیچی رکھنا، تکلیف دہ چیز کو دور کرنا، سلام کا جواب دینا، نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا"، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ایمان کے ساٹھ سے زائد یا ستر سے زائد شعبے ہیں، ان میں سب سے افضل واعلی شعبہ لا الہ الا اللہ کہنا، اور سب سے ادنی راستے سے تکلیف دہ چیز کو دور کرنا ہے اور حیا ایمان کا ایک شعبہ ہے"۔

☆ **قومی خدمت کا فریضہ سرانجام دینا**، یہ سب سے اہم فریضہ ہے جو ایک انسان اپنے دین اور وطن کی خاطر سرانجام دیتا ہے اور یہ اس کی اپنے وطن سے وفاداری، سچی وابستگی، اور محبت کی دلیل ہے، ایک مسلمان کے نزدیک وطن اور اس کی عزت وناموس کی اہمیت اس کی اپنی جان، مال، دین، اور عزت سے کم نہیں ہے، قومی خدمت کا فریضہ فرزندان وطن میں مردانگی، خودداری، عزت و وقار اور ان اعلی انسانی اقدار کو پڑوان چڑھاتا ہے جس کی دین متین نے ہمیں تعلیم دی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "دو آنکھیں ایسی ہیں جنہیں جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی، ایک وہ آنکھ جو اللہ کی خوف سے روئی اور دوسری وہ آنکھ جس نے اللہ کی راہ میں سرحدوں کی حفاظت کرتے ہوئے رات گزاری"۔

ریاست کے دوسری ریاستوں یا بیرونی اداروں کے ساتھ طے پانے والے معاہدوں کی پاسداری کرنے کا شمار بھی مصلحت عامہ میں ہوتا ہے جس کی حفاظت کرنا ضروری ہے، کسی بھی فقہی، فکری یا دعوتی اقدام کے لئے ضروری ہے کہ وہ کسی ادارے، اور حاکم وقت یا اس کے قائم مقام افراد کی طرف سے صادر ہو، ان امور پر بات کرنے والے شخص پر لازم ہے کہ وہ بات کرتے ہوئے معاشرتی، قومی اور بین الاقوامی حالات کو پیش نظر رکھے تاکہ ریاست کے متعلق کوئی ایسی شخصی رائے یا فتوی صادر نہ کیا جائے جو موجودہ حالات کے مخالف ہو یا بین الاقوامی قوانین اور معاہدات سے متصادم ہو، اللہ تعالی نے ہمیں معاہدوں کی پاسداری کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ} "اے ایمان والو! عہد وپیماں پورے کرو"۔ اس آیت کریمہ میں عموم ہے جو دوسروں کے کئے جانے والے ان تمام وعدوں اور معاہدوں کو شامل ہے جن کی انسان پاسداری کرتا ہے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: " مسلمان اپنی شروط کے پابند ہیں سوائے اس شرط کے جو حلال کو حرام قرار دے یا حرام کو حلال قرار دے"۔

حدیبیہ کے مقام پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور قریش کے درمیان جو معاہدہ طے پایا اس معاہدے کی پاسداری کرتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بصیر رضی اللہ عنہ کو واپس لوٹا دیا تھا، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اقدام ایک پہلو سے معاہدے کی پاسداری کرنا اور دوسرے پہلو سے **مصلحت** عامہ کو مقدم رکھنا تھا۔

فہم وفراست اور شعور وآگہی کے بغیر ملکی حالات پر گفتگو کرنا ریاست کے لئے بہت بڑا خطرہ ثابت ہوتا ہے کیونکہ یہ چیز ملکی امن وامان اور استحکام کو ایک کھلونہ بنا دیتی ہے کہ جس کا دل کرتا ہے اس سے کھیلتا ہے اور اس کا مذاق اڑاتا ہے اور ایسی باتیں کہتا ہے جس کا اسے علم بھی نہیں ہوتا، آج معاشرے میں سنسنی خیز خبریں پھیلانے والے کس قدر لوگ موجود ہیں جو اصلاح کی بجائے فتنہ وفساد کو ہوا رہے ہیں اللہ تعالی نے ہمیں حکم دیا ہے کہ جب بھی ہمارے پاس کوئی بات آئے تو ہم اسے اس کے ذمہ داران کی طرف لوٹا دیں، ارشاد باری ہے: **{وَإِذَا جَاءَ هُمْ أَمْرٌ مِّنَ الأَمْنِ أَوِ الخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَى أُوْلِي الأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنبِطُونَهُ مِنْهُمْ وَلَوْلا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطَانَ إِلاَّ قَلِيلاً}** "جہاں انہیں کوئی خبر امن کی یا خوف کی ملی انہوں نے اسے مشہور کرنا شروع کر دیا، حالانکہ اگر یہ لوگ اسے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اور اپنے میں سے ایسی باتوں کی تہہ تک پہنچنے والوں کے حوالے کر دیتے، تو اس کی حقیقت وہ لوگ معلوم کر لیتے جو نتیجہ اخذ کرتے ہیں اور اگر اللہ تعالی کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی تو معدودے چند کے علاوہ تم سب شیطان کے پیروکار بن جاتے۔

برادران اسلام!

ملکی نظام چند افراد کی توجہات اور دلچسپیوں کی بجائے ساری عوام پر توجہ دیتا ہے اس لئے اس کے متعلق ہر کسی کو گفتگو کرنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی بلکہ ماہر اور ذمہ داران افراد ہی یہ ذمہ داری سرانجام دیتے ہیں جو ان تمام

ذمہ داریوں سے باخبر ہوتے ہیں جن کا تعلق ملکی سلامتی، لوگوں کی زندگی، ان کے مصالح، ملکی قوتوں اور ان کی علاقائی اور بین الاقوامی حیثیت اوران کے سیاسی، معاشرتی، امنی اور علمی حالات وغیرہ سے ہوتا ہے، اور اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جب مجتہد اپنے شعبے میں اجتہاد کرے اور اس سے غلطی ہو جائے تو اس کے لئے ایک اجر ہے اور اگر وہ اجتہاد کرے اور اس کا اجتہاد درست ہو تو اس کے لئے دو اجر ہیں، اور مفہوم مخالفہ اس بات کا تقاضہ کرتا ہے کہ اگر کسی شعبے سے ناواقف اور لاعلم شخص اس میں اجتہاد کرے اور اس کا اجتہاد درست بھی ہو تو اس پر ایک گناہ ہے کیونکہ اس نے ایسے شعبے میں گفتگو کرنے اور فتوی دینے کی جسارت کی ہے جس کے بارے میں اسے علم ہی نہیں، اور اگر وہ اجتہاد کرے اور وہ غلط نکلے تو اس پر دو گناہ ہیں، ایک گناہ اس کی غلطی کا اور دوسرا گناہ اس کا بغیر علم کے فتوی دینے کی جسارت کرنے کا، کیونکہ اسلام اہل علم اور ماہر افراد کا احترام کرتا ہے، ارشاد باری ہے: {فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لاَ تَعْلَمُونَ} "پس اہل ذکر سے پوچھ لو اگر تم علم نہیں رکھتے"۔ اہل ذکر سے مراد ہر علم میں ماہر اور صاحب علم افراد ہیں۔

اسی وجہ سے **بغیر علم اور شرعی دلیل کے فتوی دینے میں جلدی کرنے سے منع کیا گیا ہے**، ارشاد باری ہے: {فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِباً لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ إِنَّ اللَّهَ لاَ يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ} "تو اس سے زیادہ کون ظالم ہو گا جو اللہ تعالی پر بلا دلیل جھوٹی تہمت لگائے، تاکہ لوگوں کو گمراہ کرے یقیناً اللہ تعالی ظالم لوگوں کو راستہ نہیں دکھلاتا"۔ اور ارشاد باری ہے: {وَلاَ تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هَذَا حَلاَلٌ وَهَذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لاَ يُفْلِحُونَ * مَتَاعٌ قَلِيلٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ} "کسی چیز کو اپنی زبان سے جھوٹ موٹ نہ کہہ دیا کرو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ اللہ پر جھوٹ بہتان باندھ لو، سمجھ لو کہ اللہ تعالی پر بہتان بازی کرنے والے کامیابی سے محروم ہی رہتے ہیں۔ انہیں بہت معمولی فائدہ ملتا ہے اور ان کے

لئے ہی دردناک عذاب ہے"۔ کبار صحابہ کرام اور تابعین فتوی دینے سے پرہیز کیا کرتے تھے کیونکہ انہیں اس کی سنگینی اور اہمیت کا علم تھا، سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "اگر میں نے بغیر علم کے کتاب اللہ کے بارے میں کوئی بات کہی تو کون سا آسمان میرے اوپر سایہ افگن ہو گا اور کون سی زمین میرا بوجھ اپنے اوپر اٹھائے گی؟۔ امام شعبی سے کسی مسئلہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے کہا مجھے اس کے بارے میں اچھی طرح علم نہیں ہے، آپ کے ساتھیوں نے آپ سے کہا: ہمیں آپ سے شرمی آگئی، آپ نے کہا لیکن فرشتوں کو اس وقت کوئی شرم نہیں آئی تھی جب انہوں نے کہا تھا: "ہمیں تو صرف اتنا ہی علم ہے جتنا تو نے ہمیں سکھا رکھا ہے"۔ اور عبد الرحمن بن ابی لیلی کہتے ہیں کہ میں نے ایک سو بیس انصاری صحابہ کرام سے ملاقات کی، ان میں سے ایک سے کوئی مسئلہ پوچھا جاتا تو دوسرے کی طرف لوٹا دیتے اور دوسرا تیسرے کی طرف لوٹا دیتا یہاں تک کہ وہ مسئلہ پہلے صحابی کے پاس واپس لوٹ آتا۔

عام نظام کی حفاظت کرنا ایک مشترکہ ذمہ داری ہے، ہر کوئی اپنی حیثیت اور صلاحیت کے مطابق اس کا ذمہ دار ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے ہر شخص محافظ ہے اور ہر شخص سے اس کی رعایا کے متعلق سوال ہو گا"۔ بہت سے لوگ جو گفتگو کرتے ہیں یا جو کچھ لکھتے ہیں یا سوشل میڈیا پر سرگرم رہتے ہیں وہ اسے معمولی چیز سمجھتے ہیں بلکہ وہ اسے تفریح کا ایک ذریعہ سمجھتے ہیں اور وہ یہ نہیں جانتے کہ افواہیں اور من گھڑت باتیں بنا کر انہیں لوگوں کے درمیان پھیلانا ایک ایسا مہلک ہتھیار ہے جسے ہمیشہ سے اہل باطل اہل حق کے ساتھ اپنی کشمکش میں استعمال کرتے رہے ہیں جس کی وجہ سے ایک جسد کی مانند امت اپنے ہی افراد میں سے ایک دوسرے کو شک کی نگاہ سے دیکھتی ہے اور ایک دوسرے سے خیانت کرتی ہے، اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "آدمی کے لئے یہ جھوٹ ہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی ہوئی بات کو آگے بیان کر دے"۔

جب انسان کا ہر سنی سنائی بات کو آگے بیان کرنا جھوٹ کی ایک قسم ہے جس پر اس شخص کو آخرت میں سخت سزا دی جائے گی تو اس شخص کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے جو ایسی جھوٹی اور من گھڑت بات کہتا ہے جسے نہ اس نے دیکھا ہے نہ سنا ہے اور نہ ہی اسے اس کے بارے میں کوئی علم ہے ؟۔ کتنی ہی جھوٹی باتیں ہیں جو ہر طرف پھیل جاتی ہیں اور وہ کہنے والے کے لئے روز قیامت عذاب کا سبب بنیں گی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بیشک آدمی اللہ کی خوشنودی (کا باعث بننے) والی کوئی بات کہتا ہے جس پر وہ کوئی توجہ نہیں دیتا، اللہ تعالی اس کے ذریعے اس کے درجات کو بلند کر دیتا ہے اور بیشک آدمی اللہ کی ناراضگی (کا باعث بننے) والی کوئی بات کہتا ہے جس پر وہ توجہ نہیں دیتا، اللہ تعالی اس کی وجہ سے اسے جہنم میں پھینک دیتا ہے"۔ یہ حدیث ہم سے تقاضہ کرتی ہے کہ ہم احتیاط اور عقل سے کام لیں اور جس چیز کے بارے میں ہمیں علم نہیں اس کے بارے میں بات کرنے اور بغیر علم کے فتوی دینے سے گریز کریں۔

اللہ تعالی نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم تخریب کاروں کے پیچھے مت چلیں اور اپنے پاس آنے والی ہر بات کی تحقیق اور چھان بین کریں، ارشاد باری ہے: {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوا أَن تُصِيبُوا قَوْماً بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَى مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ} "اے ایمان والو! اگر تمہیں کوئی فاسق خبر دے تو تم اس کی اچھی طرح تحقیق کر لیا کرو ایسا نہ ہو کہ نادانی میں کسی قوم کو ایذا پہنچا دو پھر اپنے کیے پر پشیمانی اٹھاؤ"۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "آہستہ روی اللہ کی طرف سے ہے اور جلد بازی شیطان کی طرف سے ہے"۔

آج ہمیں کس قدر ضرورت ہے کہ ہم عام نظام کی اہمیت اور مصلحت عامہ کو مقدم رکھنے کا شعور اجاگر کریں اور لوگوں کو ان خطرات سے آگاہ کریں جو ہمیں ہر طرف سے گھیر کر دوسروں کی طرح ہمیں بھی تباہ کرنا چاہتے ہیں، ہمیں دوسروں سے نصیحت حاصل کرتے ہوئے دین اور وطن کے دشمنوں کی ان چالوں کو ناکام بنا ہو گا اور

اپنے آپ کا متحد رکھنا ہو گا تا کہ ہم اپنے دشمنوں کی چال میں نہ آ سکیں، ہمیں اپنے اندر اعتماد کی فضا قائم کرنی چاہیے اور ہمیں ہر اس بھلائی کے کام کے لئے باہمی تعاون کرنا چاہیے جس کے ثمرات سب لوگوں کو نصیب ہو رہے ہو۔

اے اللہ! عالم اسلام کے تمام ممالک خاص طور پر مصر، اس کی عوام، اس کے جوانوں، اس کی فوج اور اس کی پیداوار کی حفاظت فرما اور ان کو ہر برائی اور شر سے محفوظ رکھ۔ آمین